قادیانیوں سے متعلق علماء اسلام کا موقف

''15-16 اکتوبر 2009ء کو چناب نگر میں دو روزہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب''

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد!

تمہیدی کلمات:

میرے لئے یہ سعادت کی بات ہے کہ تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے مقدس مقصد کے لئے منعقد ہونے والی اس کانفرنس میں شریک ہوں اور اس سے زیادہ خوشی کی بات ہے کہ تحریک ختم نبوت کے قافلہ کے سالار حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کو کئی برسوں کے بعد اس سٹیج پر دیکھ رہا ہوں اور ان کی زیارت کر رہا ہوں وہ ہمارے بزرگ ہیں، مخدوم ہیں اور اس محاذ پر ہمارے قائد ہیں، ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ سے ونوازیں اور صحت و عافیت کے ساتھ ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھیں، آمین یارب العالمین۔

میں آج آپ حضرات کی وساطت سے جناب الطاف حسین (قائد ایم کیو ایم) اور جناب سلمان تاثیر (گورنر پنجاب) سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے گزشتہ دنوں تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے اور اسلام کے نام پر اپنے

مذہب کی تبلیغ سے روکنے کے قوانین پر اعتراض کیا ہے اور ان قوانین کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

میری معلومات کے مطابق تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور امتناع قادیانیت کے قوانین کے بارے میں اس وقت اعلیٰ سطح پر لابنگ ہو رہی ہے اور بین الاقوامی لابیاں حدود آرڈیننس کی طرح ان دو قوانین کو ختم کرانے کے لئے بھی پوری طرح متحرک ہیں، پارلیمنٹ کی قائم کردہ خصوصی کمیٹی اس وقت ملک کے دستور کا عمومی جائزہ لے رہی ہے، اس پر شق وار غور کیا جا رہا ہے، اور ترامیم تجویز کی جا رہی ہیں گویا پورے دستور کی ''اوور ہالنگ'' ہونے جا رہی ہے اور مختلف حلقوں کی طرف سے دستور میں متعدد ترامیم تجویز کی گئی ہیں جن میں تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قوانین کے ساتھ ساتھ قرارداد مقاصد کو دستور کا حصہ بنانے والی دفعہ اور دیگر اسلامی دفعات بھی شامل ہیں اور سیکولر حلقوں کی مسلسل کوشش ہے کہ دستور کی اسلامی دفعات کو دستور سے نکال دیا جائے یا کم از کم غیر مؤثر بنا دیا جائے۔

میں ان میں سے دو مسئلوں یعنی تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا، ان قوانین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ انسانی حقوق کے منافی ہیں، امتیازی قوانین ہیں، ان کا استعمال غلط ہو رہا ہے اور ان قوانین کو باہمی دشمنیوں اور انتقامی کاروائیوں کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے اس لئے ان قوانین کو ختم کیا جانا چاہیے اور ہمارے دو اہم سیاسی، راہنماؤں جناب الطاف حسین اور جناب سلمان تاثیر نے بھی اسی قسم کی باتیں کہی ہیں۔

جہاں تک انسانی حقوق کا تعلق ہے میں آج تک نہیں سمجھ پایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام یا قرآن کریم یا مذہبی شعائر کی توہین کو جرم قرار دینے اور اس پر سزا مقرر کرنے کا انسانی حقوق کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے

رسول ﷺ، قرآن کریم یا مذہب کی توہین اب حقوق میں شامل ہوگئی ہے؟ کل تک تو یہ جرائم میں شمار ہوتی تھی، اب بھی ایک عام شخص کی توہین کو جرم سمجھا جاتا ہے، ملک کے کسی بھی شہری کی توہین قانوناً جرم ہے اور ہر شخص کو اپنی توہین پر عدالت سے رجوع کا حق حاصل ہے اور قانون اسے تحفظ فراہم کرتا ہے، میرا سوال یہ ہے کہ ایک عام شہری کی توہین تو قانوناً جرم ہے، کیا نعوذ باللہ جناب نبی اکرم ﷺ کی توہین جرم نہیں ہے؟ اور اگر ایک عام شہری کی بلاوجہ توہین پر سزا دی جاسکتی ہے تو جناب نبی اکرم ﷺ کی توہین پر سزا کیوں نہیں دی جا سکتی؟ دنیا کے ہر ملک کی طرح ہمارے ملک میں ایک قانون موجود ہے جسے ''ازالہ حیثیت عرفی'' کا قانون کہتے ہیں میں اس معاشرے میں رہتا ہوں میں ایک عرفی حیثیت اور اس سوسائٹی میں میرا ایک سٹیٹس ہے جس کے تحفظ کا مجھے قانوناً حق حاصل ہے، کوئی شخص اگر میری اس عرفی حیثیت اور سٹیٹس کو مجروح کرتا ہے تو مجھے حق ہے کہ میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں اور قانون اس بات کے لئے مجھے تحفظ فراہم کرتا ہے، میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قانون کو انسانی حقوق کے منافی قرار دینے والوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی! آپ کی حیثیت عرفی تو ہے، میری بھی ایک حیثیت عرفی ہے جسے مجروح کرنے کا کسی کو کوئی حق حاصل نہیں ہے تو کیا نعوذ باللہ جناب نبی اکرم ﷺ کی کوئی حیثیت عرفی نہیں ہے جسے مجروح کرنا جرم ہو اور اس پر سزا دی جا سکے؟

آج کوئی شخص کسی پولیس مین کی وردی کی توہین کرے، اس کے کندھے پر لگے ہوئے سٹار کی توہین کرے تو یہ جرم ہے کسی فوجی کی وردی کی توہین جرم ہے اور اس کے سٹار کی توہین جرم ہے، قومی پرچم کی توہین جرم ہے، قائد اعظم کی توہین جرم ہے، قومی علامتوں کی توہین جرم ہے اور ان پر باقاعدہ سزائیں مقرر ہیں تو کیا قرآن کریم، جناب نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی اور اسلام کے مذہبی شعائر کی توہین نعوذ باللہ جرم نہیں ہے؟ اور ان پر کسی کو سزا دینا امتیازی قانون اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کیسے قرار پاتا ہے؟ میں اہل دانش

کو سنجیدگی کے ساتھ اس بات پر غور کی دعوت دیتا ہوں۔

کسی قانون کا غلط استعمال اس کو ختم کرنے کی دلیل ہے؟

ان قوانین کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا عام طور پر غلط استعمال ہوتا ہے اور ان قوانین کے ذریعے مختلف گروہ اور طبقات ایک دوسرے کو ذلیل کرنے اور انتقام لینے کے لئے استعمال کرتے ہیں جبکہ توہین رسالت ﷺ کی سزا موت ہے اور یہ سخت ترین سزا ہے اس لئے اسے ختم ہونا چاہیے میں ان دوستوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی قانون کا غلط استعمال اس کو ختم کرنے کی دلیل بن جاتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پاکستان میں کوئی قانون باقی نہیں رہنا چاہیے اس لئے کہ ہمارے ہاں ہر قانون کا غلط استعمال ہوتا ہے، یہ ہمارا غلط معاشرتی رویہ ہے جس کی اصلاح کے لئے معاشرتی اصلاح کی تحریک کی ضرورت ہے۔

ہمارے ہاں قتل کے جرم کی سزا بھی موت ہے اور اس کے لئے دفعہ 302 کا قانون نافذ ہے میرا سوال یہ ہے کہ کیا ملک بھر میں موت کی سنگین سزا والے اس قانون کا غلط استعمال نہیں ہوتا؟ اس دفعہ کے تحت ملک بھر کے قانون میں درج مقدمات کا جائزہ لیا جائے تو اس کی صورت حال بھی یہ ہے کہ لوگ اسے انتقامی کاروائیوں کے لئے استعمال کرتے ہیں، اس میں غلط نام لکھوائے جاتے ہیں، مخالفین کو خواہ مخواہ اس میں پھنسا دیا جاتا ہے اور میرے اندازے کے مطابق اس دفعہ کا پچاس فی صد بھی صحیح استعمال نہیں ہو رہا تو موت کی سنگین سزا اور قانون کے غلط استعمال کا بہانہ بنا کر اس قانون کو ختم کر دیا جائے گا۔

میرا ان دوستوں سے سوال یہ ہے کہ پاکستان کے کون سے قانون کا غلط استعمال نہیں ہو رہا؟ اور قانون تو قانون ہے کیا دستور کا غلط استعمال نہیں ہو رہا؟ غریب دستور کا حال تو یہ ہے کہ جس ڈکٹیٹر کا جی چاہتا ہے اس کی ٹانگ اور کان مروڑ دیتا ہے تو کیا پاکستان سے دستور اور تمام قوانین کی چھٹی کرا دی جائیگی؟

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے اور اسلام کے نام پر جھوٹے مذہب کی اشاعت سے روکنے کے قوانین کے بارے میں عام طور پر دو مغالطے پائے جاتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ الطاف حسین صاحب بھی انہی دو مغالطوں کا شکار ہیں ایک یہ کہ قادیانی مسئلہ بھی مسلمانوں کے باہمی اختلافات کی طرح کوئی فرقہ وارانہ مسئلہ ہے اور دوسرا یہ کہ چلو وہ کافر ہی ہی مگر ان کے شہری حقوق تو ہیں اور مذہبی حقوق تو ہیں انہیں ان حقوق سے کیوں محروم رکھا جارہا ہے؟

قادیانیوں کے ساتھ اختلاف فرقہ ورانہ نہیں الگ مذہب کا ہے:

میں ان دونوں مغالطوں کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں، پہلی بات یہ کہ قادیانیوں کا مسئلہ مسلمانوں کے باہمی فرقوں کے اختلافات کی طرح کا نہیں ہے مسلمانوں کے باہمی اختلافات بہت ہیں، مگر ان میں سے کوئی فرقہ کسی نئی وحی کی بات نہیں کرتا اور کسی نئے نبی کی بات نہیں کرتا اور کسی بھی مسئلہ میں اپنی آخری دلیل قرآن کریم سے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے پیش کرتا ہے جبکہ قادیانی گروہ نئی وحی کا قائل ہے اور نئے نبی کی بات کرتا ہے ان کے نزدیک کسی بھی مسئلہ میں آخری دلیل اور اتھارٹی مرزا غلام احمد قادیانی ہے اور یہ مذاہب کا طے شدہ اصول ہے کہ وحی بدل جائے، نبی بدل جائے اور دلیل کی آخری اتھارٹی بدل جائے تو مذہب تبدیل ہو جاتا ہے، نئی وحی نئے اور نئی اتھارٹی کے ساتھ نیا مذہب وجود میں آتا ہے اس لئے قادیانیوں کا مسئلہ فرقہ وارانہ نہیں ہے الگ مذہب کا ہے اور قادیانی گروہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہیں ہے ایک الگ مذہب رکھتا ہے اور اسکے ساتھ ایک الگ مذہب کے طور پر ہی معاملات طے کئے جائیں گے۔

قادیانیوں کا مسئلہ حقوق کے ٹائیٹل کا ہے:

دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ چلو قادیانی کافر ہی سہی مگر انکے مذہبی اور شہری حقوق سے کیوں انکار کیا جارہا ہے؟ اور انہیں ان کے جائز حقوق کیوں نہیں دیے جارہے ہے،؟ الطاف حسین نے

اسی حوالہ سے قادیانیوں کو مظلوم قرار دیا ہے اور ان کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔

میری گزارش یہ ہے کہ یہ بہت بڑا مغالطہ ہے اور بہت بڑا دھوکہ ہے جس کا جال پوری دنیا میں قادیانیوں نے پھیلا رکھا ہے اور وہ عالمی سطح پر بھی دنیا کو یہی فریب دے رہے ہیں جبکہ اصل مسئلہ حقوق کا نہیں بلکہ حقوق کے ٹائیٹل کا ہے، ہمیں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر قادیانیوں کے شہری اور مذہبی حقوق سے کوئی انکار نہیں ہے جب ہم ہندوؤں کے مذہبی حقوق سے انکار نہیں کرتے، عیسائیوں کے مذہبی حقوق پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور سکھوں کی مذہبی سرگرمیوں پر ہم معترض نہیں ہوتے تو قادیانیوں کے جائز مذہبی حقوق سے ہم کیوں انکار کریں گے؟

قادیانی کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں تم کافر ہو:

ہمارے معاشرے میں عیسائی، ہندو، سکھ اور دوسرے مذاہب کے لوگ اپنی مذہبی سرگرمیاں دن رات جاری رکھے ہوئے ہیں اور بسا اوقات یہ اپنی حدود سے تجاوز بھی کر جاتے ہیں مگر ہم نے کبھی مزاحمت نہیں کی قادیانی بھی ان مذاہب کی طرح اپنی مذہبی سرگرمیاں جائز حدود میں کرنا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن قادیانی اس معروضی حقیقت کو تسلیم نہیں کر رہے کہ وہ مسلمانوں سے الگ ایک نئے مذہب کے پیروکار ہیں، وہ نہ دستور اور پارلیمنٹ کا فیصلہ مان رہے ہیں، نہ عدالت عظمیٰ کے فیصلے کو تسلیم کر رہے ہیں اور نہ ہی پوری دنیا کی امت مسلمہ کے اجماعی فیصلوں کو قبول کر رہے ہیں اور وہ ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر حقوق طلب کرنے کی بجائے مسلم اکثریت والے حقوق کا تقاضہ کر رہے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور پاکستان کی باقی ساری آبادی کافر ہے اس لئے مسلمانوں والے حقوق انہیں الاٹ کر دیے جائیں، وہ مسلم اکثریت کے حقوق کے طلبگار ہیں جو کسی صورت میں ممکن نہیں ہے، آخر میں اپنے نام پر کسی اور کو کاروبار کا حق کیسے دے سکتا ہوں؟ کوئی شخص میرے نام پر کمپنی بنائے، دوکان کھولے یا کوئی ادارہ قائم کرے تو

میں کبھی اسے برداشت نہیں کروں گا جب میں اپنے نام پر کسی اور کو کاروبار کرنے کا حق نہیں دیتا تو اپنے نام پر کسی کو نیا مذہب بنانے کی اجازت کیسے دے سکتا ہوں، یہ کل بھی ممکن نہیں تھا، آج بھی ممکن نہیں ہے اور قیامت تک ممکن نہیں ہوگا۔ الطاف حسین بھی نوٹ کر لیں سلمان تاثیر بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں اور قادیانی حضرات بھی اس معروضی حقیقت کا اچھی طرح ادراک کر لیں کہ اصل مسئلہ ان کے حقوق کا نہیں بلکہ حقوق کے ٹائیٹل کا ہے ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے سارے جائز حقوق تسلیم ہیں اور ان کا مکمل احترام کیا جائے گا لیکن مسلمانوں کے نام پر اور اسلام کے ٹائیٹل کے ساتھ ہم انکے کسی حق کو تسلیم نہیں کرتے اور ان کا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا کہ وہ مسلمان کہلا کر اس ملک میں حقوق حاصل کر سکیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین